بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلاصہ تفسیر قرآن (پارہ نمبر: 11)

گیارویں سپارے میں دوسورتیں ہیں: سورۃ التوبۃ اورسورۃ یونس۔
سورۃ التوبۃ کا آخری حصہ غزوہ تبوک کے بعد نازل ہوا، اس میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جوغزوہ تبوک میں شامل نہیں ہوئے۔

غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے والے منافقین:

غزوہ تبوک سے پیچھے رہنے والے دوقسم کے لوگ تھے:
① ایک منافق جواس لیے شریک سفرنہیں ہوئے تھے کہ یہ جنگ دنیا کی سپر پاور سے تھی، ان کا خیال تھا کہ اس جنگ میں کوئی مسلمان بچ کر واپس نہیں آئے گا۔
② ان کے علاوہ کچھ پکے اور سچے مسلمان بھی تھے، جو محض سستی کی وجہ سے جہاد سے پیچھے رہ گئے تھے اور وہ اس پر سخت نادم تھے۔
جب رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے تو منافقین نے حاضر ہوکر طرح طرح کے بہانے بنائے، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (سورة التوبة:94-95)

تمھارے سامنے عذر پیش کریں گے، جب تم ان کی طرف واپس آؤ گے، کہہ دے عذر مت کرو، ہم ہرگز تمھارا یقین نہ کریں گے، بے شک اللہ ہمیں تمھاری کچھ خبریں بتا چکا ہے، اور عنقریب اللہ تمھارا عمل دیکھے گا اور اس کا رسول بھی، پھر تم ہر پوشیدہ اور ظاہر چیز کو جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے تو وہ تمھیں بتائے گا جو کچھ تم کرتے رہے تھے۔ عنقریب وہ تمھارے لیے اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم ان کی طرف واپس

آ ؤ گے، تا کہ تم ان سے توجہ ہٹا لو۔ سو ان سے بے توجہی کرو، بے شک وہ گندے ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے، اس کے بدلے جو وہ کماتے رہے ہیں۔

مسجد ضرار کی تعمیر اور انہدام:

منافقین میں سے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو محض منافق ہی نہیں تھے، بلکہ انھوں نے مسلمانوں اور اسلام کے خاتمہ کے لیے ایک عالمی نیٹ ورک بھی بنائے ہوئے تھے، ان کے براہ راست روم کی عیسائی حکومت کے ساتھ روابط تھے۔ انھوں نے مسلمانوں کے خلاف سازشوں کے لیے مدینہ سے باہر قباء میں مسجد کے نام پر ایک سازشی مرکز قائم کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ہمارے گھر مسجد قباء سے کافی دور ہیں، بارش وغیرہ میں وہاں جانا مشکل ہوتا ہے، ہم نے اپنے محلے میں ایک مسجد بنائی ہے، آپ اس کا افتتاح فرما دیں۔ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کی تیاریوں میں شدید مشغول تھے، اس لیے فرمایا واپس آ کر اس کا افتتاح کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے اس مسجد کا افتتاح کرنا چاہا، تب اللہ تعالیٰ نے ان کے مقاصد سے آگاہ فرمایا:

وَآخَرُونَ مُرْجَوْنَ لِأَمْرِ اللَّهِ إِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَإِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَى وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ (سورة التوبة: 106_108)

اور کچھ دوسرے ہیں جو اللہ کے حکم کے لیے مؤخر رکھے گئے ہیں، یا تو وہ انھیں عذاب دے اور یا پھر ان پر مہربان ہو جائے۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔ اور وہ لوگ جنھوں نے ایک مسجد بنائی نقصان پہنچانے اور کفر کرنے (کے لیے) اور ایمان والوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے (کے لیے) اور ایسے لوگوں کے لیے گھات کی جگہ بنانے کے لیے جنھوں نے اس سے پہلے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی اور یقیناً وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی کے سوا ارادہ نہیں کیا اور اللہ شہادت دیتا ہے کہ بے شک وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ اس میں کبھی کھڑے نہ ہونا۔ یقیناً وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی زیادہ حق دار ہے کہ تو اس میں کھڑا ہو۔ اس میں ایسے مرد ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ بہت پاک رہیں اور اللہ بہت پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف:

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یوں تعریف فرمائی:

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (سورة التوبة:100)

اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت کرنے والے سب سے پہلے لوگ اور وہ لوگ جو نیکی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے اور اس نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ہمیشہ۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سزا:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو لوگ محض سستی کی وجہ سے غزوہ تبوک میں شامل نہ ہو سکے تھے، وہ اپنے کام پر اس قدر نادم تھے کہ ان میں سے کچھ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے اور معافی کی درخواست کرنے کی بجائے، مسجد کے ستونوں کے ساتھ خود کا باندھ لیا کہ ہم اللہ کے مجرم ہیں، اگر وہ معاف کرے گا، تو ہمیں آزاد کر دے گا، ورنہ ہم اسی طرح بھوکے پیاسے مر جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی تو فرمایا: انھوں نے جلدی بازی سے کام لیا، میرے پاس آتے، معافی کی درخواست کرتے، تو میں انھیں اللہ سے معافی لے دیتا۔ مگر اب چونکہ انھوں نے خود کو اللہ کے حوالے دیا ہے، اس لیے اب ان کا فیصلہ خود اللہ تعالیٰ ہی فرمائے گا۔ کچھ دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی، اور انھیں ستونوں سے کھول دیا گیا:

وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (سورة التوبة: 102_105)

اور کچھ دوسرے ہیں جنھوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا، انھوں نے کچھ عمل نیک اور کچھ دوسرے برے

ملا دیے، قریب ہے کہ اللہ ان پر پھر مہربان ہو جائے۔ یقیناً اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ ان کے مالوں سے صدقہ لے، اس کے ساتھ تو انھیں پاک کرے گا اور انھیں صاف کرے گا اور ان کے لیے دعا کر، بے شک تیری دعا ان کے لیے باعث سکون ہے اور اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ کیا انھوں نے نہیں جانا کہ بے شک اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور صدقے لیتا ہے اور یہ کہ بے شک اللہ ہی ہے جو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ اور کہہ دے تم عمل کرو، پس عنقریب اللہ تمھارا عمل دیکھے گا اور اس کا رسول اور ایمان والے بھی اور عنقریب تم ہر پوشیدہ اور ظاہر بات کو جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے، تو وہ تمھیں بتائے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔

تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کا فیصلہ مؤخر کر دیا گیا:

چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنھوں نے خود کو مسجد کے ستونوں سے باندھ لیا، ان کے علاوہ تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم) مزید تھے، جنھوں نے خود کو مسجد کے ستونوں سے تو نہیں باندھا تھا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سچ سچ بتا دیا تھا اور اس پر معافی کی درخواست کی تھی۔ تو انھیں سزا دی گئی۔ ان میں سے ایک کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ انھوں نے اپنا واقعہ تفصیل سے بیان کیا ہے، جو سبق آموز بھی اور دلچسپ بھی۔

سیدنا کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ ان تین صحابہ کرام میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی تھی، فرماتے ہیں: دو غزووں، غزۂ عسرت (تبوک) اور غزوہ بدر کے سوا کسی غزوے میں کبھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے سے نہیں رکا تھا۔ چاشت کے وقت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے تشریف لائے تو میں نے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر سے واپس آنے میں معمول یہ تھا کہ چاشت کے وقت ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچتے اور سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ اور میری طرح عذر بیان کرنے والے دو صحابہ سے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بات چیت کرنے سے منع کر دیا۔ ہمارے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ (بظاہر مسلمان) اس غزوے میں شریک نہیں ہوئے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی سے بھی بات چیت سے منع نہیں فرمایا تھا، چنانچہ لوگوں نے ہم سے بات چیت کرنا چھوڑ دی۔ میں اسی حالت میں ٹھہرا رہا، معاملہ بہت طول پکڑتا جا رہا تھا۔ ادھر میری نظر میں سب سے اہم معاملہ یہ تھا کہ اگر کہیں (اس عرصہ میں) میں مر گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر نماز جنازہ نہیں پڑھیں گے، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو جائے تو افسوس لوگوں کا یہی طرز عمل میرے ساتھ ہمیشہ کے لیے باقی رہے گا، نہ مجھ سے کوئی گفتگو

کرے گا اور نہ مجھ پر نماز جنازہ پڑھے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ کی بشارت آپ ﷺ پر اس وقت نازل کی جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ گیا تھا۔ آپ ﷺ اس وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مجھ پر بڑا احسان وکرم تھا اور وہ میری مدد کیا کرتی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ام سلمہ! کعب کی توبہ قبول ہوگئی ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کیا میں ان کے ہاں کسی کو بھیج کر خوشخبری نہ سنا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ خبر سنتے ہی لوگ جمع ہو جائیں گے اور ساری رات تمہیں سونے نہیں دیں گے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے نماز فجر پڑھانے کے بعد بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول کر لی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جب یہ خوشخبری سنائی تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک منور ہو گیا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو اور (غزوہ میں شریک نہ ہونے والے دوسرے لوگوں سے) جنہوں نے معذرت کی تھی اور ان کی معذرت قبول بھی ہوئی تھی۔ ہم تین صحابہ کا معاملہ بالکل مختلف تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول ہونے کے متعلق وحی نازل کی۔

صحیح البخاری: 4677، اس واقعہ کو مزید تفصیل سے پڑھنے کے لیے دیکھیں: 4418

تو یہ آیت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی:

وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (سورة التوبة: 118)

اور ان تینوں پر بھی جو موقوف رکھے گئے، یہاں تک کہ جب زمین ان پر تنگ ہوگئی، باوجود اس کے کہ فراخ تھی اور ان پر ان کی جانیں تنگ ہو گئیں اور انھوں نے یقین کر لیا کہ بے شک اللہ سے پناہ کی کوئی جگہ اس کی جناب کے سوا نہیں، پھر اس نے ان پر مہربانی کے ساتھ توجہ فرمائی، تاکہ وہ توبہ کریں۔ یقیناً اللہ ہی ہے جو بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی مومنوں کے ساتھ شفقت ومحبت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ (سورة التوبة:128)

بلاشبہ یقیناً تمھارے پاس میں سے ایک رسول آیا ہے، اس پر بہت شاق ہے کہ تم مشقت میں پڑو، تم پر

بہت حرص رکھنے والا ہے، مومنوں پر بہت شفقت کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔

سورۃ یونس

سورۃ یونس مکی سورۃ ہے، جو رسول اللہ ﷺ پر قیام مکہ کے آخری دور میں نازل ہوئی، اس میں مشرکین مکہ کے کردار کا تذکرہ اور ان عقائد کا رد ہے۔

مشرکین عرب کا رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا انکار کرنے کی وجہ:

مشرکین عرب رسول اللہ ﷺ کا انکار صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ انسان ہیں۔

أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ أَنْ أَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالَ الْكَافِرُونَ إِنَّ هَذَا لَسَاحِرٌ مُبِينٌ (سورة يونس : 2)

کیا لوگوں کے لیے ایک عجیب بات ہو گئی کہ ہم نے ان میں سے ایک آدمی کی طرف وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈرا اور جو لوگ ایمان لائے انہیں بشارت دے کہ یقیناً ان کے لیے ان کے رب کے ہاں سچا مرتبہ ہے۔ کافروں نے کہا بے شک یہ تو کھلا جادوگر ہے۔

مشرکین عرب کا عذاب کا مطالبہ کرنا:

مشرکین عرب سمجھتے تھے کہ اگر محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، تو پھر ہمارے انکار کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہم پر عذاب کیوں نہیں بھیجتا؟ بعض اوقات وہ رسول اللہ ﷺ کو عذاب لانے کا چیلنج بھی کر دیتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ (سورة يونس:11)

اور اگر اللہ لوگوں کو برائی جلدی دے انھیں بہت جلدی بھلائی دینے کی طرح تو یقیناً ان کی طرف ان کی مدت پوری کر دی جائے۔ تو ہم ان لوگوں کو جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے، چھوڑ دیتے ہیں، وہ اپنی سرکشی ہی میں حیران پھرتے ہیں۔

کافر ناشکرے اور متکبر ہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ لوگ اپنی سرداری کے تکبر اور گھمنڈ میں پڑے ہوئے، یہ اللہ کو تب پکارتے ہیں جب کسی بڑی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں اور جیسے ہیں مصیبت ختم ہوتی ہے، فوراً اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں:

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَنْ لَمْ يَدْعُنَا إِلَى ضُرٍّ مَسَّهُ كَذَلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ(سورة یونس:12)

اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پہلو پر، یا بیٹھا ہوا، یا کھڑا ہوا ہمیں پکارتا ہے، پھر جب ہم اس سے اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو چل دیتا ہے جیسے اس نے ہمیں کسی تکلیف کی طرف، جو اسے پہنچی ہو، پکارا ہی نہیں۔ اسی طرح حد سے بڑھنے والوں کے لیے مزین بنا دیا گیا جو وہ کیا کرتے تھے۔

دوسری جگہ فرمایا:

وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُمْ مَكْرٌ فِي آيَاتِنَا قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنْجَيْتَنَا مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ

(سورة یونس: 21۔22)

اور جب ہم لوگوں کو کوئی رحمت چکھاتے ہیں، کسی تکلیف کے بعد، جو انھیں پہنچی ہو، تو اچانک ان کے لیے ہماری آیات کے بارے میں کوئی نہ کوئی چال ہوتی ہے۔ کہہ دے اللہ چال میں زیادہ تیز ہے۔ بے شک ہمارے بھیجے ہوئے لکھ رہے ہیں جو تم چال چلتے ہو۔ وہی ہے جو تمھیں خشکی اور سمندر میں چلاتا ہے، یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں ہوتے ہو اور وہ انھیں لے کر عمدہ ہوا کے ساتھ چل پڑتی ہیں اور وہ اس پر خوش ہوتے ہیں تو ان (کشتیوں) پر سخت تیز ہوا آجاتی ہے اور ان پر ہر جگہ سے موج آجاتی ہے اور وہ یقین کر لیتے ہیں کہ بے شک ان کو گھیر لیا گیا ہے، تو اللہ کو اس طرح پکارتے ہیں کہ ہر عبادت کو اس کے لیے خالص کرنے والے ہوتے ہیں، یقینا اگر تو نے ہمیں اس سے نجات دے دی تو ہم ضرور ہی شکر کرنے والوں سے ہوں گے۔

ان کے متکبر ہونے کی علامت یہ بھی ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَذَا أَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُمْ بِهِ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ

قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ(سورة یونس :15_16)

اور جب ان پر ہماری واضح آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے، کہتے ہیں کوئی قرآن اس کے سوا لے آ، یا اسے بدل دے۔ کہہ دے میرے لیے ممکن نہیں کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں، میں پیروی نہیں کرتا، مگر اسی کی جو میری طرف وحی کی جاتی ہے، بے شک میں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ کہہ دے اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا اور نہ وہ تمھیں اس کی خبر دیتا، پس بے شک میں تم میں اس سے پہلے ایک عمر رہ چکا ہوں، تو کیا تم نہیں سمجھتے؟

قرآن کا انکار کرنے کی وجہ:

قرآن کے مقابلے میں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے، جس کی بنیاد پر وہ حق کا انکار کر رہے ہیں، بلکہ وہ اپنی جہالت کی وجہ سے انکار کرتے ہیں:

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ(سورة یونس : 38_39)

یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے گھڑ لیا ہے؟ کہہ دے تو تم اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللہ کے سوا جسے بلا سکو بلا لو، اگر تم سچے ہو۔ بلکہ انھوں نے اس چیز کو جھٹلا دیا جس کے علم کا انھوں نے احاطہ نہیں کیا، حالانکہ اس کی اصل حقیقت ابھی ان کے پاس نہیں آئی تھی۔ اسی طرح ان لوگوں نے جھٹلایا جو ان سے پہلے تھے۔ سو دیکھ ظالموں کا انجام کیسا ہوا۔

قرآن مجید کی حیثیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ(سورة یونس : 57_58)

اے لوگو! بے شک تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے عظیم نصیحت اور اس کے لیے سراسر شفا جو سینوں میں ہے اور ایمان والوں کے لیے سراسر ہدایت اور رحمت آئی ہے۔ کہہ دے (یہ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی سے ہے، سو اسی کے ساتھ پھر لازم ہے کہ وہ خوش ہوں۔ یہ اس سے بہتر ہے جو وہ جمع

کرتے ہیں۔

اولیاء اللہ کون؟:

ہمارے ہاں اولیاء اللہ کا مقام ومرتبہ بیان کیا جاتا ہے، پھر چند مخصوص صوفیاء کو اولیاء اللہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، جس سے ایک عام مسلمان سمجھتا ہے کہ شائد اولیاء اللہ کا کوئی خاندان ہے اور وہی اولیاء بن سکتے ہیں، میں اس مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔ انھیں یہ نہیں بتایا جاتا کہ اولیاء اللہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کی شان بیان کی، پھر ان کی صفات بیان کیں، تاکہ لوگوں کو علم ہو کہ ہر شخص ولی اللہ بن سکتا ہے، بس شرط یہ ہے کہ ان صفات کو مکمل طور پر اپنا لیا جائے۔ ارشاد گرامی ہے:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ(سورة يونس: 62_64)

سن لو! بے شک اللہ کے دوست، ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ جو ایمان لائے اور بچا کرتے تھے۔ انھی کے لیے دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ کی باتوں کے لیے کوئی تبدیلی نہیں، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

سابقہ اقوام کا تذکرہ:

اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں سیدنا نوح علیہ السلام کی اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا بطور مثال تذکرہ کیا، جب سیدنا نوح علیہ السلام اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے انھیں دی، تو انھوں نے تکبر ہی کی وجہ سے انبیاء کی دعوت کا انکار کیا:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ (سورة يونس: 71)

اور ان پر نوح (علیہ السلام) کی خبر پڑھ، جب اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! اگر میرا کھڑا ہونا اور اللہ کی آیات کے ساتھ میرا نصیحت کرنا تم پر بھاری گزرا ہے تو میں نے اللہ ہی پر بھروسا کیا ہے، سو تم اپنا معاملہ اپنے شرکا کے ساتھ مل کر پکا کرلو، پھر تمھارا معاملہ تم پر کسی طرح مخفی نہ رہے، پھر میرے ساتھ کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو۔

اور فرمایا:

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُوسَى وَهَارُونَ إِلَى فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ بِآيَاتِنَا فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُجْرِمِينَ (سورة یونس: 75)

پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف اپنی نشانیاں دے کر بھیجا تو انھوں نے بہت تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے۔

فرعون کا جسد خاکی بطور نمونہ عبرت:

جب فرعون پانی میں غرق ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ نے بعد والی قوموں کی عبرت کے لیے کہ یہ وہ شخص جو خود کو میرے مقابلے میں خدا کہلاتا تھا، اس کی نعش کو محفوظ رکھا اور یہ نعش آج بھی مصر کے میوزیم میں مکمل حالت میں پڑی ہے:

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَافِلُونَ (سورة یونس: 92)

پس آج ہم تجھے تیرے (خالی) بدن کے ساتھ بچا لیں گے، تاکہ تو ان کے لیے نشانی بنے جو تیرے بعد ہوں اور بے شک بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے یقیناً غافل ہیں۔

قوم یونس کا تذکرہ:

اللہ تعالیٰ کا اصول یہ ہے کہ افراد اور اقوام کے لیے توبہ کا دروازہ اس وقت تک کھلا رہتا ہے، جب تک ان کے سامنے موت کے آثار واضح ہو جائیں، اس کے بعد ایمان لانا مفید نہیں ہوتا۔ لیکن اگر کوئی شخص سچے دل سے توبہ کر لے، تو اللہ تعالیٰ اپنے اس اصول کے برعکس اس وقت بھی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ پہلے اصول کی وضاحت کرتے ہوئے فرعون کا تذکرہ کیا:

وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا حَتَّى إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ (سورة یونس: 90-91)

اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پار کر دیا تو فرعون اور اس کے لشکروں نے سرکشی اور زیادتی کرتے ہوئے ان کا پیچھا کیا، یہاں تک کہ جب اسے ڈوبنے نے پا لیا تو اس نے کہا میں ایمان لے آیا کہ بے شک حق یہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں فرماں برداروں سے ہوں۔ کیا اب؟ حالانکہ بے شک تو نے اس سے پہلے نافرمانی کی اور تو فساد کرنے والوں سے تھا۔

پھر سیدنا یونس علیہ السلام کی قوم کا تذکرہ کیا، کہ انھوں نے اپنے نبی کی دعوت کو جھٹلایا، یہاں تک کہ انھیں عذاب کی دھمکی دی گئی، اور تین دن کا الٹی میٹم دے دیا گیا، وہ پھر بھی ماننے پر تیار نہ ہوئے، بلآخر عذاب کے آثار شروع ہو گے، تب انھیں یقین آیا اور پوری کی پوری قوم اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو گئی۔ ان کی توبہ اس قدر شاندار تھی، کہ اللہ تعالیٰ نے آیا ہوا عذاب ٹال دیا۔ فرمایا:

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَى حِينٍ (سورة يونس: 98)

سو کوئی ایسی بستی کیوں نہ ہوئی جو ایمان لائی ہو، پھر اس کے ایمان نے اسے نفع دیا ہو، یونس کی قوم کے سوا، جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان سے ذلت کا عذاب دنیا کی زندگی میں ہٹا دیا اور انھیں ایک وقت تک سامان دیا۔

شرک کی ممانعت اور توحید کی دعوت دی گئی ہے:

آخر میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی ممانعت اور توحید کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدَى فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَى إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ (سورة يونس: 105-109)

اور یہ کہ تو اپنا چہرہ یکسو ہو کر اسی دین کی طرف سیدھا رکھ اور مشرکوں سے ہرگز نہ ہو۔ اور اللہ کو چھوڑ کر اس چیز کو مت پکار جو نہ تجھے نفع دے اور نہ تجھے نقصان پہنچائے، پھر اگر تو نے ایسا کیا تو یقینا تو اس وقت ظالموں سے ہو گا۔ اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اسے کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تیرے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ کر لے تو کوئی اس کے فضل کو ہٹانے والا نہیں، وہ اسے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے پہنچا دیتا ہے اور وہی بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ کہہ دے اے لوگو! بے شک تمھارے پاس تمھارے رب کی طرف سے حق آ گیا ہے، تو جو سیدھے راستے پر آیا تو وہ اپنی جان ہی کے لیے راستے پر آتا ہے اور جو گمراہ ہوا وہ اسی پر گمراہ ہوتا ہے اور میں تم پر ہرگز کوئی نگران نہیں ہوں۔ اور اس کی پیروی کر جو تیری

طرف وحی کی جاتی ہے اور صبر کر، یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کرے اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔

رائٹر

الشیخ عبدالرحمن عزیز

03084131740

ہمارے خطبات اور دروس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیجئے

حافظ زبیر بن خالد مرجالوی	حافظ عثمان بن خالد مرجالوی	حافظ طلحہ بن خالد مرجالوی
03086222418	03036604440	03086222416